احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ
۲۔ جولائی ۱۹۹۴ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۱۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر
ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۴۴ | ہفتہ ۔۲۱۔ محرم ۔۱۴۱۵ھ ، ۲۔ وفا ۱۳۷۳ھش ، ۲۔ جولائی ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دین کو دنیا پر اپنے عمل سے مقدم کرکے دکھاؤ

سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری کو اپنا شعار بناؤ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کرلو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کرکے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھ ہونگی۔ اس کے فضلوں کے تم وارث بنو گے۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفاء نہیں کرتا۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تزکیہ اخلاق اور نفس کا نہیں ہو سکتا، جبتک کہ کسی مزکّی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے۔ اول دروازہ جو کھلتا ہے، وہ گندگی دور ہونے سے کھلتا ہے۔ جن پلید چیزوں کو مناسبت ہوتی ہے وہ اندر رہتی ہیں۔ لیکن جب کوئی تریاقی صحبت مل جاتی ہے، تو اندرونی پلیدی رفتہ رفتہ دور ہونی شروع ہوتی ہے، کیونکہ پاکیزہ روح کے ساتھ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں روح القدوس کہتے ہیں تعلق نہیں ہو سکتا جبتک کہ مناسبت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق کب تک پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاں! "خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی" پر عمل ہونا چاہئے۔ اپنے آپ کو اس راہ میں خاک کردے اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۵۹)

سانحہ ارتحال

○ حضرت حکیم مولوی انوار حسین خان صاحب شاہ آبادی (رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے بیٹے مکرم عبدالکریم خان صاحب ۱۵۔ جون ۱۹۹۴ء کو کراچی میں حرکت قلب بند ہو جانے سے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ مکرم یحییٰ خان صاحب کے چھوٹے بھائی اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر (مربی انگلستان و افریقہ) کے داماد تھے۔

مورخہ ۱۷۔ جون کو محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ مکرم چوہدری محمد شفیع سلیم صاحب ناظم مجالس انصار اللہ گجرات کی بھاوج محترمہ نسیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عزیز احمد راشد صاحب بعارضہ فالج قریباً تین ہفتہ CMH کھاریاں میں زیر علاج رہ کر ۲۰۔ جون ۱۹۹۴ء کو وفات پا گئیں۔ آپ محترم خواجہ غلام نبی صاحب (وفات یافتہ) سابق ایڈیٹر الفضل کی بیٹی تھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ اسی طرح مکرم محمد شفیع سلیم صاحب کا بھتیجا طاہر احمد عمر قریباً دو سال جو وقف نو میں شامل تھا کیم جون ۱۹۹۴ء کو غلطی سے پانی کی بجائے مٹی کا تیل پی جانے کے باعث جانبر نہ ہو سکا۔ اور اسی دن وفات پا گیا۔ احباب سے والدین کے لئے صبر جمیل اور دعائے نعم البدل کی درخواست ہے۔

خالی آسامیاں

○ ایک صنعتی ادارے میں ایم ایس سی کیمسٹری، نیز کیمیکل انجینئرنگ، مکینیکل انجینئرنگ اور الیکٹریکل انجینئرنگ میں بی ایس سی ڈگری کے حامل افراد کے لئے چند آسامیاں موجود ہیں۔ خواہشمند افراد اپنی درخواستیں مع ضروری کوائف مکرم امیر صاحب / مکرم قائد صاحب کی تصدیق کے ساتھ جلد ارسال فرمائیں۔

(مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

خدا تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم بھی اس سے محبت کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ایک بزرگ تھے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہوئے کہ وہ رات دن عبادت اور ذکر الٰہی میں لگے رہتے تھے ان کی بیوی کچھ دنیا داری کا رنگ رکھتی تھی۔ اس نے جب دیکھا کہ گھر میں تنگی ہے اور یہ کوئی کام کاج نہیں کرتے تو اس نے ایک اور بزرگ کے پاس ان کی شکایت کی اور انہیں کہا کہ اپنے بھائی کو سمجھاؤ وہ سارا دن باہر بیٹھا رہتا اور ذکر الٰہی کرتا رہتا ہے اگر وہ گھر میں آئے تو اسے پتہ لگے کہ گھر کا کیا حال ہے اور کس تنگی سے گزارہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا بہت اچھا میں انہیں سمجھاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن وہ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ سارا دن اللہ ہی اللہ کرتے رہتے ہیں آخر آپ سوچیں کہ آپ کی بیوی کہاں سے خرچ لائے گی۔ اول تو مہمان نوازی کا بھی خرچ ہے۔ پھر آپ کا بھی کھانا ہے اور آپ کی بیوی اور بچوں کا بھی کھانا ہے ان اخراجات کے لئے وہ کہاں سے روپیہ لائے گی۔ آپ کو چاہئے کہ آپ کوئی کمائی بھی کیا کریں تاکہ گھر کی ضروریات پوری ہوں۔ وہ کہنے لگے۔ اگر آپ کسی کے گھر مہمان جائیں اور وہاں جاتے ہی کھڈی بننے لگ جائیں تو کیا میزبان کو غصہ نہیں آئے گا کہ یہ میری ذلت کر رہا ہے۔ جب یہ میرا مہمان تھا تو پھر اس نے اپنی روٹی کا فکر کیوں کیا۔ اسی طرح میں بھی خدا تعالیٰ کا مہمان ہوں۔ اگر میں نے اپنے ہاتھ سے کام کرنا شروع کر دیا تو خدا تعالیٰ یہ کیوں نہیں سمجھے گا کہ میرے اس بندے نے میری ہتک کی ہے۔ وہ بھی تیز طبیعت رکھتے تھے۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے۔ میں مان لیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمانی صرف تین دن کی ہوا کرتی ہے۔ پھر صدقہ اور مانگنے والی بات رہ جاتی ہے اور آپ نے تو اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس مہمانی میں ضائع کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک بات بھول گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ (-) اللہ تعالیٰ کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ چونکہ مہمانی تین دن کی ہوتی اس لئے اگر مجھے تین ہزار سال کی عمر مل گئی تو میری مہمانی ختم ہو جائے گی۔ لیکن اس سے پہلے پہلے میری مہمانی ختم نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھو ان کے دوست نے انہیں خدا تعالیٰ کی محبت سے کھینچنا چاہا۔ ان کی بیوی نے بھی چاہا کہ وہ خدا تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت چھوڑ کر دنیا کمانے کی طرف متوجہ ہوں۔ مگر چونکہ صرف ان کے دل میں ہی خدا تعالیٰ کی محبت نہیں تھی بلکہ خدا خود ان سے محبت کرتا تھا اس لئے کوشش کے باوجود ان کے دل سے اس کی محبت نہ نکل سکی۔ یہ (دین حق) اور دوسرے مذاہب میں نمایاں فرق ہے دوسرے مذاہب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرو اور (دین حق) کہتا ہے کہ بے شک تم بھی اس سے محبت کرو لیکن وہ خود بھی تم سے محبت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم اس سے مل جاؤ۔ (از خطبہ ۳۰۔ مئی ۱۹۵۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۲- وفا ۱۳۷۳ ھش ۲- جولائی ۱۹۹۴ء

انسان اور خدا کی باہمی محبت

ہمارا خدا تعالیٰ سے محبت کرنا زیادہ اہم ہے یا خدا تعالیٰ کا ہم سے محبت کرنا۔ لگتا تو ایسا ہے کہ یہ سوال جواب طلب ہے اور کہ اس کے جواب میں یا یہ کہا جائے گا کہ ہمارا محبت کرنا زیادہ اہم ہے۔ یا یہ کہا جائے گا کہ خدا تعالیٰ کا محبت کرنا۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے یہ سوال ایسا نہیں ہے جس کا جواب ایک طرف کو جھکاؤ رکھتا ہو یا دوسری طرف کو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا خدا سے محبت کرنا بھی اہم ہے اور خدا تعالیٰ کا ہم سے محبت کرنا بھی اہم ہے اور یہ دونوں محبتیں لازم و ملزوم ہونی چاہئیں۔ "ہونی چاہئیں" ہم نے اس لئے کہا ہے کہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ ایک طرف سے محبت ہو اور دوسری طرف سے نہ ہو۔ انسان کہتا پھرے کہ مجھے خدا سے محبت ہے اور بوجوہ خدا کو اس سے محبت نہ ہو۔ اگر انسان کی محبت محض لفاظی ہوگی اور ریا پر مبنی ہوگی تو یقیناً اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے محبت نہیں ملے گی۔ اگرچہ یہ بات بھی یقینی ہے کہ اگر انسان اخلاص اور دیانت داری سے خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہو اگر وہ جانتا ہو کہ خدا تعالیٰ سے محبت کے کیا معنی ہیں اور ان معنی پر وہ پورا اترتا ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے خدا تعالیٰ کی محبت حاصل نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تو ایسے لوگوں کی اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح گڈریا اپنے بھولے بھٹکے جانور کی اور جس طرح اپنا کھویا ہوا جانور پا کر گڈریا خوش ہوتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ اس وقت خوش ہوتا ہے جب کوئی انسان اپنی عام روش چھوڑ کر اخلاص۔ محبت اور نیک نیتی سے اس کی طرف آتا ہے اصل سوال جو اس ضمن میں پوچھنے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ واقعی کسی انسان سے محبت کرتا ہے یا نہیں۔ اس بات پر خوش ہونا کافی نہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم خدا سے محبت کرتے ہیں ہمیں اس محبت کا جواب ملتا ہے یا نہیں۔ یہ ہے بات جس کی ہم میں سے ہر ایک کو فکر ہونی چاہئے۔

یہ کہ اس بات کا کس طرح پتہ چلے کہ خدا تعالیٰ ہم سے محبت کرتا ہے یا نہیں اس کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان دلوں سے پردہ اٹھا دے، جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے۔"

یہ ہے وہ بات جس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سے محبت کرتا ہے۔

جو جائیں جلسۂ سالانہ یو کے پر خداوندا
انہیں تُو خیر و برکت، فضل و احساں کے خزانے دے
جنہیں اب تک کسی صورت سعادت مل نہیں پائی
انہیں بھی۔ فضل فرما۔ اور کبھی اک بار جانے دے

ابوالاقبال

چلنا بہت آسان تھا۔ رکنا بہت مشکل لگا
ٹوٹے دلوں کے شور کا سننا بہت مشکل لگا!

اک آرزو کی شمع تھی دل میں سلگتی ہی رہی
جلنا بہت آسان تھا۔ بجھنا بہت مشکل لگا!!

اے دوست سچ پوچھے اگر تُو آج یہ بتلا ہی دوں
مرنا بہت آسان تھا۔ جینا بہت مشکل لگا

اُس محفلِ جام و سبو میں سب کے سب مدہوش تھے
چکھنا بہت آسان تھا۔ پینا بہت مشکل لگا

سوچا رفو کے واسطے۔ چاکِ گریباں کا مگر
بڑھنا بہت آسان تھا سِلنا بہت مشکل لگا!

دل کی کلی تیری قدم بوسی کو حاضر تھی مگر
کھلنا بہت آسان تھا۔ گرنا بہت مشکل لگا

کچھ ضبط لازم تھا مجھے عظمت تمہارے سامنے
رونا بہت آسان تھا۔ ہنسنا بہت مشکل لگا

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

اعانت مستحق و ذہین طلباء

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے ذہین اور ایسے مستحق طلباء و طالبات تعلیمی امداد پاتے ہیں۔ جو خود اس قابل نہیں کہ اپنے اخرجات خود اٹھا سکیں۔ یہ شعبہ صدر انجمن احمدیہ کا مشروط بالآمد شعبہ ہے اور یہ سراسر احباب کی اعانت پر چل رہا ہے اس وقت اس شعبہ پر بہت بوجھ ہے۔ میری احباب سے گذارش ہے کہ اس شعبہ میں فراخدلی سے اعانت فرمائیں۔ جبتک ایسی اعانت مستقل نوعیت کی نہ ہو یہ شعبہ نہیں چل سکتا۔ اعانت کی رقوم آپ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست بمد امداد طلبہ یا نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوا سکتے ہیں۔ خزانہ صدر انجمن اور نظارت تعلیم کو رقوم بھجواتے وقت یہ وضاحت کر دیں کہ یہ رقم امداد طلبہ کے لئے ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ فرمائیں گے اور یہ شعبہ آپ کے تعاون سے چلتا رہے گا۔

(نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم ربوہ)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں:-

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب آپ واپس خدا تعالیٰ کی ان چار صفات کی طرف جاتے ہیں جن کا سورۃ فاتحہ میں ذکر ہے تو تعجب پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں تو یہ بتایا گیا کہ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کہو اور یہی چار صفات ہیں جو بنیادی طور پر خدا کا تعارف کروانے کے لئے کافی ہیں لیکن ان میں بہت سی صفات موجود ہی نہیں ہیں۔ ہم جب کہہ دیتے ہیں کہ ہم صرف تیری عبادت کریں گے اور صرف تجھ ہی سے مانگیں گے تو اگر ہماری ضرورتیں اور ہوں اور زائد ہوں تو یہ عہد تو ہمارے لئے موت کا پیغام بن جائے گا۔ آپ ایک محدود طاقت والے انسان سے یہ رشتہ باندھ بیٹھیں جس کی طاقتیں بھی محدود ہیں، جس کی پہنچ محدود ہے جو ہمیشہ رہ بھی نہیں سکتا اس سے یہ عہد کر بیٹھیں کہ میں جو کچھ مانگوں گا تجھ سے ہی مانگوں گا جب اس کی ضرورت دینے والے کی طاقت سے باہر ہوگی وہیں وہ مارا گیا۔ ایک دفعہ ایک عباسی وزیر نے جو عباسی خلیفہ کے وزیر تھے کسی کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا تو اس نے احسان کا شکریہ اس رنگ میں ادا کیا کہ اس سے تحریری معاہدہ کیا کہ اے وزیر! میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ آئندہ میں تیرے دروازے کے سوا کسی دروازے کی طرف نہیں دیکھوں گا اور تیرے سوا کسی سے نہیں مانگوں گا لیکن کچھ عرصے کے بعد نہ وہ وزیر رہا نہ وہ دور رہا اور یہ وعدہ از خود ہی جھوٹا ثابت ہوگیا۔ پس جب ہم (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کہتے ہیں تو غور طلب بات یہ ہے کہ آیا یہ حکمت کی بات تھی بھی کہ نہیں۔ کہیں ہم ایسا عہد تو نہیں کر بیٹھے جس کے نتیجے میں بعض ہماری ضرورتیں خدا کی ذات سے باہر رہ جائیں گی اور جب ذات کی طرف واپس لوٹتے ہیں تو وہاں صرف چار صفات ہیں۔ ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت۔ اب کیا ان چاروں صفات سے انسان کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ علم کا یہاں کوئی ذکر نہیں کہ خدا عالم الغیب بھی ہے۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے وہ مضمون ذہن میں ابھرتا ہے جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ در حقیقت یہ چاروں صفات ام الصفات ہیں۔ اور کوئی ایک صفت بھی ایسی نہیں جو ان کے اثر سے باہر ہو۔ بعض دفعہ ایک صفت سے کئی دوسری صفات پیدا ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ مختلف صفات سے مل کر بعض صفات پیدا ہوا کرتی ہیں اور آپس میں ان کے تعلقات کے ادلنے بدلنے سے نئے مضامین ابھرتے ہیں اور بعض دفعہ ہماری نظر نہیں ہوتی کہ ہم ایک صفت میں دوسری صفات موجود دیکھ سکیں لیکن موجود ہوتی ہیں اور قرآن کریم کا مطالعہ ہماری توجہ ان کی طرف مبذول کرواتا ہے اور بتاتا ہے کہ دیکھو اس کھڑکی کے رستے یہ روشنی بھی دکھائی دینی چاہئے تھی مگر دکھائی نہیں دی مگر قرآن کریم مددگار بنتا ہے اور سارے قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت ایک یقین کے طور پر دل میں ہمیشہ کے لئے جاگزین ہو جاتی ہے کہ سورۃ فاتحہ کو ام الصفات کہنا محض ایک جذباتیت کی بات نہیں تھی، ایک جذباتی تعلق کے نتیجے میں نہیں تھا بلکہ گہرے ٹھوس علم کے نتیجے میں ہے اور یہی حقیقت ہے۔ مثلاً میں نے علم کا ذکر کیا کہ خدا کو ہم سورۃ فاتحہ کے علاوہ جانتے ہیں کہ عالم الغیب ہے، عالم الشہادۃ ہے اور حاضر کو جانتا ہے، غائب کو جانتا ہے۔ ماضی کو جانتا ہے۔ مستقبل کو بھی جانتا ہے لیکن سورۃ فاتحہ میں تو کوئی ایسا ذکر نہیں ملتا۔ پھر انسان قرآن کریم کے مطالعہ میں یہ بات پڑھ کر اچانک حیران رہ جاتا ہے کہ (-) کہ یہ رحمان ہے جس نے قرآن سکھایا۔ اب رحمانیت کا علم سے کوئی تعلق ہے ورنہ رحمان کو قرآن سکھانے والا کیوں قرار دیا گیا۔ یہ کہنا چاہئے تھا کہ وہ علام الغیوب ہے، عالم ہے، علیم ہے جس نے قرآن سکھایا۔ کیونکہ علم سکھانے والے کو تو عالم کہا جاتا ہے علیم کہا جاتا ہے یا علامہ کہا جاتا ہے۔ رحمان تو نہیں کہا جاتا تو رحمانیت میں علم کا کون سا جزو پایا جاتا ہے یا کون سی مشابہت ان صفات میں پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم جو تمام علوم میں سب سے زیادہ جامع ہے اور سب سے اونچا مقام رکھتا ہے اور سب سے زیادہ گہرائی رکھتا ہے اس کو علیم کی طرف منسوب کرنے کی بجائے رحمان کی طرف منسوب کر دیا۔

رحمانیت کی صفت کے بے پناہ جلوے

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب آپ رحمانیت میں سفر شروع کرتے ہیں تو آپ یہ سوچ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ربوبیت بہت وسیع طور پر اثر انداز دکھائی دیتی ہے اور قانون قدرت اور تخلیق میں کارفرما نظر آتی ہے لیکن جب کچھ بھی نہ ہو تو رحمانیت کے سوا کسی چیز کا آغاز ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ رحمان کے اندر بن مانگے دینے والے کا معنی پایا جاتا ہے یعنی ابھی سائل کا وجود ہی پیدا نہیں ہوا۔ کوئی کچھ مانگنے کے لئے دربار میں حاضر نہیں ہوا لیکن اس کے لئے عطا کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ پس حقیقت میں تخلیق کا بھی رحمانیت کے ساتھ تعلق ہے اور علم کا بھی رحمانیت کے ساتھ تعلق ہے اور تخلیق کا تعلق تو آپ کو فوراً سمجھ آگیا، جب آپ دوبارہ اس آیت پر غور کریں تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ رحمان کے ساتھ تخلیق کو کیوں باندھا تھا۔ (-----) کہ رحمان نے انسان کی تخلیق کی ہے اور رحمان ہی تھا جس نے قرآن عطا کیا۔ تخلیق کے لئے رحمانیت کا جوڑ سمجھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے بہترین مثال پیش فرما دی انسان کی۔ انسان تخلیق کی وہ آخری شکل ہے جس میں سب سے زیادہ رحمانیت جلوہ گر ہے۔ کیونکہ انسان کو سب سے زیادہ وہ چیزیں عطا ہوئی ہیں جو بن مانگے عطا ہوئیں اور جو درجہ کمال تک پہنچی ہوئی ہیں۔ کوئی اور مخلوق اس میں انسان کا مقابلہ نہیں کرتی بلکہ تمام کائنات کا خلاصہ انسان ہے تو (-) (اس نے انسان کو پیدا کیا) کا فاعل رحمان قرار دے دینا اور یہ فرمانا کہ رحمان نے انسان کی تخلیق کی ہے، نہ صرف ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تخلیق کا آغاز رحمانیت کے نتیجے میں ہوا ہے بلکہ تخلیق پر غور کرنے سے سمجھ آجاتا ہے کہ کیوں رحمان کو خالق کہا گیا کیونکہ وہی مضمون دوبارہ ابھرتا ہے جو میں نے آپ سے پہلے بیان کیا کہ ہر تخلیق میں ضرورت واجبی کے علاوہ چیزیں عطا کی گئی ہیں۔ ضرورت حقہ کا لفظ میں نے پہلے استعمال کیا تھا غالباً ضرورت واجبی کہنا زیادہ درست ہے یعنی وہ ضرورت جو کم سے کم ہے جس کے پورا ہو جانے کے بعد چیز کو بقاء نصیب ہو جاتی ہے اور پیاس بجھ جاتی ہے وہ ضرورت پورا کرنے کے بعد اگر مزید کچھ عطا کیا جائے تو وہ واجبی ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور اس کے لئے رحمان کا ہونا ضروری ہے ورنہ آپ روزمرہ کی زندگی میں تو رحمان نہیں بنتے۔ مزدور نے جب آپ کا کوئی کام کیا تو بالعموم انسان کم سے کم دے کر پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ اکثر مالکوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ نوکروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ تمہاری ضرورت پوری ہو گئی۔ بس کافی ہے۔ تم اس میں رہ سکتے ہو۔ سردی سے بچ سکتے ہو، گرمی سے کسی حد تک بچ سکتے ہو بلکہ واجبی ضرورت بھی پوری نہیں کی جاتی کسی حد تک پوری ہو جائے تو سمجھتے ہیں کہ ذمہ داری ادا ہو گئی۔ وہ تو رحمان نہیں کہلا سکتے۔ پس تخلیق میں کوئی بھی زندگی کا ایسا ذرہ آپ کو دکھائی نہیں دے گا خواہ وہ زندگی کی کسی نوع سے تعلق رکھنے والا ذرہ ہو جس ذرے کے اندر بھی رحمانیت کا جلوہ نہ دکھائی دیتا ہو۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں:-

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

اب کیڑے کا پاؤں بنانے پر انسان قادر نہیں۔ یہ بات آج کے زمانے میں عجیب لگتی ہے جب آپ دیکھتے ہیں کہ ہوائی جہاز ایجاد ہو گئے۔ ٹیلی ویژنز ایجاد ہو گئیں، حیرت انگیز باریک در باریک صفات کائنات پر غور کرنے کے نتیجے میں انسان باریک در باریک چیزیں بنانے پر قادر ہوتا چلا جا رہا ہے تو کیا حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا یہ مصرعہ اب پرانے زمانے کی بات بن گیا کہ۔

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز

لیکن جب آپ گہری نظر سے دیکھتے ہیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ بڑی بڑی تخلیق اور عظیم تخلیق اور باریک در باریک تخلیق کا دعویٰ کرنے والا انسان بھی آج تک کیڑے کا ایک پاؤں بنانے سے عاجز ہے کیونکہ کیڑے کے ایک پاؤں میں عجیب در عجیب چیزیں بنی ہوئی ہیں۔ کیڑے کا ایک پاؤں جس مسالحے سے بنا ہوا ہے. جس طرح اس کے اندر انرجی (Energy) پہنچانے کا انتظام ہے، جس طرح وہ اپنے ظاہری حجم کے مقابل پر بیسیوں گنا زیادہ وزن اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے۔ جس طرح ان کے اندر باریک در باریک اعصاب ہیں۔ جس طرح وہ اس بات کا اہل بنایا گیا ہے کہ سیدھی عمودی چیزوں پر بھی وہ چڑھ جائے اور عام سطح پر بھی اسی طرح دوڑنے لگے۔ جس طرح بعض ان میں سے پانی کی سطح پر بھی دوڑنے کی استطاعت رکھتے ہیں اس کیڑے کے پاؤں پر آپ غور کریں تو عقل دنگ رہ جائے گی۔ اور بغیر کسی شک کے ایک انسان جو صاحب علم ہو اور صاحب فراست ہو وہ دوبارہ یہ اعلان کرے گا اور ہزار بار یہ اعلان کرے گا کہ

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز

تو خدا تعالیٰ کی صفتوں میں تو ہر جگہ رحمانیت جلوہ گر دکھائی دیتی ہے اور رحمانیت کو تخلیق میں ڈھالنے کے لئے علم کی ضرورت ہے کیونکہ تخلیق میں سائنس بھی ہے اور ٹیکنالوجی بھی ہے۔ یہ وہ دو چیزیں اکٹھی ہو کر تخلیق میں ڈھلتی ہیں۔ علم کے بغیر تخلیق ممکن ہی نہیں ہے۔ پس علم جب درجہ کمال کو پہنچا ہو تب تخلیق خوبصورت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود تخلیق کوئی عملی جامہ نہیں اوڑھ سکتی یا عمل کی صورت میں ڈھل نہیں سکتی جب تک ساتھ ٹیکنالوجی بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو رحمان خدا کو علم کے بغیر رحمانیت کو تخلیق میں ڈھالنے کی استطاعت ہی نہیں ہو سکتی تھی اور سب سے زیادہ عالم وہ ہوتا ہے جو چیز کو خود بنانے والا ہے۔ دوسرے بھی سمجھتے ہیں اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی کے بنائے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

یہ میمورنڈم مسلم لیگ کی طرف سے پنجاب باؤنڈری کمیشن کو پیش کیا گیا

۱۔ ان اختیارات کی رو سے جو ملک معظم کی حکومت کی طرف سے ان کے اعلان مجریہ ۳۔ جون ۷ ۱۹۴ء کی رو سے باؤنڈری کمیشن کو تفویض کئے گئے ہیں' اس کمیشن نے ان اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے جو ملک کی موجودہ نازک صورت حالات میں اس کے سامنے ہیں۔ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کمیشن لازمی ہے کہ وہ اس پس منظر کو بھی سامنے رکھے جس کی بناء پر اس ملک کی تقسیم لازمی قرار دی گئی ہے اور جس کے نتیجہ میں اس وقت پنجاب کی تقسیم بھی پیش نظر ہے۔

۲۔ وہ بڑے بڑے علاقے جو اس وقت صوبہ پنجاب میں شامل ہیں انتظامی لحاظ سے بھی اور تمدنی اور لسانی اعتبار سے بھی ایک وحدت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تمام صوبہ ایک' اقتصادی یونٹ کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس کے مختلف حصے اپنی اقتصادی اور ثقافتی ترقی و بہبود کے لئے ایک دوسرے پر مکمل انحصار رکھتے ہیں۔ گذشتہ نصف صدی سے لوگوں کی طرز رہائش اور ان کا معیار زندگی آپس میں ایک دوسرے سے مسلسل میل جول اور تعلقات کی وجہ سے بہت حد تک یکساں ہو گیا ہے اور اس کی وجہ سے پنجاب کی "وحدت" ایک ٹھوس حقیقت بن گئی ہے۔

۳۔ اس بناء پر پنجاب کی تقسیم اصولاً" خطرناک نتائج کا سبب بن سکتی ہے۔ "خطرناک" اس لئے کہ اگر اس صوبے کو تقسیم کر دیا جائے تو لوگوں کی ترقی و خوشحالی اور مجموعی طور پر اس صوبہ کی بہبودی اور اس مستقبل پر اس کا نہایت ہی ناخوشگوار اثر پڑے گا۔

۴۔ ملک معظم کی حکومت نے پنجاب کی تقسیم کا جو فیصلہ کیا ہے وہ اپنی خوشی اور رغبت سے نہیں کیا۔ اور پھر یہ بھی نہیں کہ وہ اس کے نتائج سے بے خبر تھی بلکہ یہ فیصلہ مجبوراً ملک میں سیاسی پارٹیوں کی آویزش اور اس کے باہمی سمجھوتے کی راہ میں پیدا ہونے والے تعطل کی وجہ کیا گیا ہے۔ ملک معظم کی حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس تعطل کو دور کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ پنجاب اور بنگال کو تقسیم کر دیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی حالات سے قطع نظر کمیشن موجودہ حالات کے ان خاص پہلوؤں کو سامنے رکھے

جن میں سے بعض کی نشاندہی جناب وائسرائے کی طرف سے نشر کردہ اعلان مورخہ ۳/ جون ۷ ۱۹۴ء میں کی گئی ہے۔ یہ نشری اعلان درحقیقت ملک معظم کی حکومت کے اسی تاریخ کے اعلان کے لئے بطور تمہید کے ہے۔ جناب وائسرائے صاحب نے فرمایا:۔

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان میں نہ تو کیبنٹ مشن کی تجاویز پر اور نہ ہی کسی اور تجویز پر کوئی ایسا سمجھوتہ ممکن ہو سکا ہے جس سے ہندوستان کی حکومت کی وحدت اور سالمیت برقرار رہے ہم ایسے علاقوں میں جہاں ایک فرقہ کی اکثریت آباد ہے انہیں مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی دوسرے فرقے کی اکثریت کی حکومت کے ماتحت زندگی بسر کریں۔ اس کا لازمی نتیجہ ملک کی تقسیم ہے۔

چنانچہ جب مسلم لیگ نے ملک کی تقسیم کا مطالبہ کیا تو کانگرس نے انہی دلائل اور انہی وجوہات کی بناء پر بعض صوبوں کی تقسیم کا مطالبہ بھی پیش کر دیا۔ میرے نزدیک یہ دلائل بالکل معقول ہیں۔ کسی بھی فریق نے اپنے اکثریت والے علاقے کو دوسرے کی حکومت میں تحویل کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی.........

چنانچہ پنجاب' بنگال اور آسام کے ایک حصے میں رہنے والے لوگوں کی رضامندی کی خاطر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ان صوبوں "مسلم" اور "غیر مسلم" اکثریت والے علاقوں کی حدود کی تعیین کر دی جائے۔ گو یہ وضاحت بھی میں کر دینا چاہتا ہوں کہ معین طور پر ان حدود کو مقرر کرنا باؤنڈری کمیشن کا کام ہو گا اور یہ ضروری نہیں ہو گا کہ کمیشن انہی حدود کو تسلیم کرلے جو آج عارضی طور پر طے کرلی گئی ہیں۔

ہم نے سکھوں کی پوزیشن پر بھی کماحقہ' غور کیا ہے۔ یہ بہادر فرقہ اس وقت پنجاب کی آبادی کا ۱/۸ ہے مگر ان کی رہائش اور آبادی اتنی بکھری ہوئی ہے کہ پنجاب کو خواہ کسی طریق پر تقسیم کر دیا جائے سکھ بہرحال تقسیم ہو کر رہ جائیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ تقسیم جس کا خود سکھ بھی مطالبہ کرتے ہیں انہیں ٹکڑوں میں بانٹ دے گی۔ مگر یہ فیصلہ کہ معین طور پر تقسیم کس طرح عمل میں لائی جائے گی باؤنڈری کمیشن کا کام ہو گا اور اس کمیشن میں سکھوں کو نمائندگی دی جائے گی"۔

جناب وائسرائے کے اعلان کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ثابت ہے کہ صوبہ پنجاب کی تقسیم غیر مسلم اصحاب کے اس اصرار اور ان کی عدم رضامندی کا نتیجہ ہے کہ وہ کسی طرح بھی اپنے اکثریت والے علاقوں کو صوبے کی اس حکومت کے سپرد نہیں کرنا چاہتے جس میں کہ مسلمانوں کو مجموعی لحاظ سے اکثریت حاصل ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ایسے علاقے جہاں انہیں اکثریت حاصل ہے اور جن کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں پنجاب سے بالکل الگ کر دیئے جائیں۔ جناب وائسرائے صاحب نے فرمایا تھا کہ جن دلائل کی بناء پر مسلم لیگ نے ہندوستان کی تقسیم کا مطالبہ کیا تھا انہی دلائل کی بناء پر کانگرس بھی بعض صوبوں کی تقسیم عمل میں لانا چاہتی ہے۔

مسلم لیگ کی طرف سے تقسیم کا مطالبہ اس اصول پر تھا کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان میں مسلمانوں کی الگ اور آزاد حکومت قائم کی جائے۔ علیحدگی کا یہ مطالبہ نہ تو ان علاقوں کے مذہبی تقدس کی بناء پر تھا اور نہ ہی تاریخی روابط پر تھا' نہ ہی اس میں کوئی جذباتیت تھی' نہ ہی جائیدادوں کا کوئی سوال تھا اور نہ ہی اس مطالبے کا محرک کوئی تہذیبی یا تمدنی امور تھے جن کی بناء پر یہ علیحدگی ضروری ہوتی۔ ملک کی تقسیم کا یہ مطالبہ فقط اس اصول پر تھا کہ جن صوبوں میں ایک فرقہ کو اکثریت حاصل ہے اس فرقے کو انسانی اور جمہوری حقوق کی بناء پر یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنے قائم کردہ نظام کے مطابق اس میں زندگی بسر کر سکے۔ مسلم لیگ کو علم تھا کہ علیحدگی کے اس اصول کے مطابق اسے اپنے بہت سے عظیم الشان اور نہایت ہی اہم تاریخی اور تمدنی ورثہ سے بھی محروم ہونا پڑے گا جو اس کی تہذیب و ثقافت کا طغرائے امتیاز ہے۔ مثال کے طور پر دہلی کی جامع مسجد' لال قلعہ' قطب مینار' تغلق آباد' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور دیگر اولیاء کے عظیم الشان مقابر اور ان کی یادگاریں' شاہ ہمایوں اور دوسرے مسلمان بادشاہوں کے عالیشان مقبرے اور پھر تاج محل جیسی حسین تخلیق جو صرف فن تعمیر کے اعتبار سے ہی یگانہ روزگار نہیں بلکہ اپنے جمالیاتی ذوق کی بناء پر بھی مرجع خلائق ہے اور اہل نظر و بینش کے لئے ایک عجیب روحانی کیف کا سامان رکھتی ہے۔ شہنشاہ اکبر جیسے بلند ترین انصاف پسند بادشاہ کا عالیشان مقبرہ جو اسکندریہ کے مقام پر دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے' حضرت اعتمادالدولہ کا مقبرہ' فتح پور سیکری کا شاہی مقام اور آگرے کے گرد و نواح میں قلعے' محلات' مساجد اور دیگر یادگاری عمارتوں اور مقابر کا عظیم المرتبت سلسلہ۔ اس کے علاوہ لکھنؤ کے گرد و نواح میں عظیم الشان یادگاری مقامات' اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کا مقدس اور عالیشان مقبرہ جس کے ارد گرد کئی اولیاء اللہ کے مقابر اور ان کی مقدس یادگاریں قائم ہیں۔ بنارس میں حضرت شہنشاہ اورنگ زیب کی دیدہ زیب مسجد' پٹنہ اور بہار شریف میں کئی تاریخی مقدس یادگاریں' مقابر اور عمارات جو تاریخ کے ابواب میں سنہری آب و تاب کا حکم رکھتی ہیں اور مسلمانوں کے زریں دور حکومت کے لئے ایک مشعل راہ کا کام دیتی ہیں اور جن کے ساتھ عام مسلمانوں کو ایک خاص جذباتی اور روحانی وابستگی ہے' ان تمام یادگاروں کے متعلق مسلم لیگ کو علم تھا کہ ہندوستان کی تقسیم کے وقت انہیں ان سب سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ پھر اس کے علاوہ وہ لاکھوں اور کروڑوں روپے کی جائیدادیں' بالخصوص اودھ میں وہ وسیع تر اراضیات جو اس صوبے میں اور مختلف علاقوں میں مسلمانوں کا سرمایہ ہیں اور جو اس امر کا ثبوت ہیں کہ کس طرح صدیوں سے مسلمانوں کی برتری کا پرچم اور ان کی حکمرانی کا جھنڈا یہاں کی سرزمین پر لہراتا رہا۔ یہ تمام عظیم الشان ورثہ انہیں چھوڑنا پڑے گا۔ ان تمام امور کے باوجود مسلم لیگ نے اور عامتہ المسلمین کے ذہن نے کبھی اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا کہ انسانی اقدار دولت اور مادی وسائل سے زیادہ اہم ہیں اور انسانی روح کی عظمت ان تمام مادی اور جسمانی ذخائر پر حاوی ہے۔ مسلم لیگ کا ان متذکرہ امور کے بارے میں طرز عمل یا نقطہ نگاہ کچھ بھی ہو۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان کی طرف سے تقسیم کے مطالبے کی فقط ایک ہی بنیاد تھی اور وہ "آبادی کی اکثریت" کا اصول تھا۔ خود ہزایکسلینی وائسرائے صاحب بہادر نے بھی یہ فرمایا ہے کہ جو دلائل مسلم لیگ کی طرف سے ہندوستان کی تقسیم کے لئے پیش کے گئے ہیں انہی دلائل کی بناء پر کانگرس نے بھی بعض صوبوں کی تقسیم کا مطالبہ پیش کیا ہے اور لیگ کے مطالبے کی بنیاد جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے آبادی کی اکثریت کا اصول ہے۔ لہٰذا صاف ثابت ہے کہ یہی اصول غیر مسلموں کے مطالبے میں بھی کار فرما ہے اور اسی اصول کے متعلق ملک معظم کی حکومت کے اعلان مجریہ ۳/ جون ۷ ۱۹۴ء میں اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

اس اعلان کا پیراگراف نمبر۹ حسب ذیل ہے:۔

"تقسیم کے جملہ امور کے تصفیہ کے لئے بنگال اور پنجاب کے لیجسلیٹو (قانون ساز) اسمبلیوں کے ممبران دو گروپوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ایک گروپ ان ضلعوں سے متعلق ہو گا۔ (جیسا کہ ضمیمہ سے ظاہر ہے) جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور دوسرا گروپ ان ضلعوں سے تعلق رکھنے والا ہو گا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے فی الحال یہ اقدام ایک عارضی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ صوبوں کی حدوڈ کی تعیین کا سوال جو بعض امور کی تحقیقات کے بعد کیا جائے گا اس باؤنڈری کمیشن کے فیصلے پر منحصر ہوگا۔ جسے گورنر جنرل مقرر فرمائیں گے۔ گورنر جنرل ہی اس کمیشن کے ممبران کو مقرر کریں گے اور وہی اس کا دائرہ کار تجویز فرمائیں گے۔ جب یہ کمیشن مقرر ہو جائے گا تو وہ پنجاب کے دونوں حصوں کی حدود کی تعیین کرے گا جس کی بنیاد "مسلم اکثریت والے علاقے" اور "غیر مسلم اکثریت والے علاقے" ہوں گے۔ یعنی ایسے علاقے جہاں دونوں قوموں کی الگ الگ اکثریت ہو اور وہ پنجاب کے دونوں حصوں کی سرحدات سے ملتے ہوں۔ کمیشن [illegible] یہ بھی ہدایت ہوگی کہ وہ بعض "دوسرے امور" کو بھی پیش نظر رکھے۔ یہی ہدایات بنگال باؤنڈری کمیشن کے لئے بھی واجب العمل ہوں گی اور جب تک دونوں کمیشن پنجاب اور بنگال کی اندرونی حدود کی تعیین مکمل نہیں کر لیتے اس وقت تک وہ عارضی حدود (جن کا ضمیمہ میں ذکر موجود ہے) قابل عمل سمجھی جائیں گی۔"

۶۔ جیسا کہ مندرجہ بالا اعلان سے واضح ہے باؤنڈری کمیشن کا مقصد یہ ہے کہ "مسلم" اور "غیر مسلم اکثریت والے علاقوں" کی حدود کی تعیین کی جائے اور اس مقصد کے پیش نظر بعض "دوسرے امور" کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں اگر سرحدات کی تعیین کے بارے میں کوئی معمولی ردو بدل کی ضرورت ہو تو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ایسا نہ ہو کہ کسی علاقے کی آبادی کا کثیر حصہ جو اکثریت والے علاقے سے تعلق رکھتا ہے، تبدیل کر کے ایسے علاقے میں ڈال دیا جائے۔ جہاں وہ اقلیت میں رہ جائیں۔ چنانچہ کمیشن کے دائرہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے اس پر خاص زور دیا گیا ہے:۔

"کمیشن کا کام یہ ہو گا کہ وہ پنجاب کے دونوں حصوں کی سرحدات کو معین کرے۔ اور حدود کی تعیین کی بنیاد اس اصول پر ہو کہ "مسلم" اور "غیر مسلم" اکثریت والے علاقوں کی حدود ان دونوں حصوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملتی ہوں۔ اس غرض کے لئے بعض "دوسرے امور" کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے"

باؤنڈری کمیشن کے دائرہ کار اور اس کے قیام کے مقصد سے یہ بات واضح ہے کہ کمیشن اس امر کی تعیین کرے گا کہ وہ کون سے علاقے ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور وہ کون سے علاقے ہیں جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے، اور پھر یہ بھی کہ ان علاقوں کی سرحدات پنجاب کے دونوں حصوں سے کہاں کہاں ملتی ہیں؟ جب ایک مرتبہ ان سرحدات کی تعیین ہو جائے تو پھر تقسیم کا خط کھینچنا آسان ہوگا۔ مگر اس خط کھینچنے سے پہلے ضروری ہے کہ بعض "دوسرے امور" کو بھی ملحوظ رکھا جائے کیونکہ ان امور کے پیش نظر ہو سکتا ہے کہ کہیں کہیں کچھ معمولی ردوبدل کی ضرورت پڑے اور اعلان میں اس امر کی پوری گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر عدل وانصاف کے تقاضوں کے ماتحت سرحدات میں کہیں معمولی ردوبدل کی ضرورت ہو تو اس پر عمل کر لیا جائے۔

اب یہ بات بالکل واضح ہے کہ معین طور پر علاقوں کی تقسیم کا سوال صرف تبھی پیدا ہوتا ہے، جب "اکثریت والے علاقوں" کی تعیین مکمل ہو جائے اور اس امر کی صراحت ہو جائے کہ ان علاقوں کے "قرب" سے کیا مراد ہے۔ یعنی وہ کون سا اصول ہے۔ جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ فلاں "اکثریت والا علاقہ" فلاں وجہ سے "قرب" کی حیثیت رکھتا ہے لہذا اسے پنجاب کے فلاں حصے کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ باؤنڈری کمیشن کو اس لفظ کی مکمل تعریف اور توضیح کرنی پڑے گی۔ کیونکہ صرف اسی تعریف کی بناء پر ہی کمیشن متذکرہ علاقوں کی شمولیت کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ البتہ جب ایک دفعہ ہمارے سامنے معین طور پر اس لفظ کی 'تشریح' آجائے تو پھر بڑی آسانی سے ہم ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی بناء پر ان "اکثریت والے علاقوں" کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس مقام پر یعنی جہاں تک الفاظ کی تشریح اور توضیح کا سوال ہے "دوسرے امور" کو بیچ میں لانا ہرگز مناسب اور ضروری نہیں ہوگا۔ "دوسرے امور" پر غور کرنے کا معاملہ صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب عملاً سرحدوں کی تعیین کا کام شروع ہو جائے اور ابتدائی امور بکلی طے ہو جائیں۔

۷۔ اب کمیشن نے یہ دیکھنا ہے کہ اکثریت والے علاقوں کے "قرب" سے کیا مراد ہے! اگر صوبائی وحدت' کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو تمام پنجاب کا علاقہ اور تمام بنگال کا علاقہ "مسلم اکثریت والے علاقے" ہیں کیونکہ واضح طور پر ان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مگر چونکہ ان دونوں صوبوں کی اندرونی تقسیم کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے ہمیں چھوٹے پیمانے پر ایک اور معیار مقرر کرنا پڑے گا۔ تقسیم کے فیصلہ کے وقت ایک خیال یہ بھی تھا کہ ہم "ضلع" کو معیار مقرر کر لیں اور اسی بناء پر اکثریت والے علاقے طے کر لیں۔ اگر یہ خیال قطعی اور آخری ہوتا تو باؤنڈری کمیشن کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ تمام ضلعوں کی حدود ہر شخص کو معلوم ہیں اور اس بناء پر اکثریت والے علاقے طے کئے جاسکتے تھے۔ لیکن کمیشن کے ذمہ کام یہ ہے کہ وہ نہ صرف اکثریت والے علاقوں کو معین کرے بلکہ پنجاب کے دونوں حصوں کے ساتھ ان اکثریت والے علاقوں کی "ملحق" سرحدات کا مسئلہ بھی طے کرے یعنی یہ واضح کرے کہ فلاں علاقے "قرب" کی وجہ سے وہ علاقہ یا خطہ اس قابل ہے کہ اسے پنجاب کے فلاں حصہ کے ساتھ شامل کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ کمیشن کو اس مقصد کے حصول کے لئے تقسیم کا ایسا معیار قائم کرنا پڑے گا جس سے پنجاب کے دونوں حصے جو دو علیحدہ علیحدہ صوبوں کی حیثیت سے کام کریں گے آزادانہ طور پر اپنے اپنے فرائض سرانجام دے سکیں اور خوش اسلوبی کے ساتھ رہتے ہوئے ایک دوسرے سے تعاون کر سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ "سرحدی لائن" محض ایک تخیل کا کرشمہ ہو یا ایک نقاش کے موئے قلم کی طرح آڑھی ترچھی ہوتی ہوئی کسی ایک گاؤں کے پیٹ میں سے تو گذر جائے اور دوسرے کو بالکل ہی ادھ موا چھوڑ دے۔ کمیشن کو ہر حالت میں ایک "انتظامی یونٹ" بنانا پڑے گا جس کی بناء پر تمام سرحدی امور کو طے کیا جاسکے۔ چونکہ "ضلع" کو انتظامی یونٹ تسلیم نہیں کیا گیا اس لئے اب ایک ہی صورت باقی ہے اور وہ یہ کہ "تحصیل" کو "انتظامی یونٹ" مان لیا جائے۔

۸۔ "تحصیل" کو انتظامی یونٹ تسلیم کر لینے اور اسے تقسیم کا معیار بنا لینے کے بعد کمیشن کا کام یہ ہو گا کہ وہ صوبے کا ایک ایسا نقشہ تیار کرے جس میں تحصیل وار مسلمانوں اور غیر مسلموں کی آبادی کے اعداد و شمار بتائے گئے ہوں اور پھر اس آبادی کے تناسب سے تقسیم کا خط اس طرح کھینچا جائے کہ جس تحصیل میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور اس کی سرحدیں مسلمانوں کی اکثریت والے علاقے سے ملتی ہیں اسے مسلمانوں کے علاقے کے ساتھ، اور جس تحصیل میں غیر مسلموں کی کی اکثریت والے علاقے کے ساتھ ملا دیا جائے۔ اس اصول کے مطابق معمولی کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے یعنی تحصیل کے رقبہ جات میں ایسے ٹکڑے جہاں مسلمانوں یا غیر مسلموں کی اکثریت باؤنڈری لائن کے بالکل قریب ہو وہاں انہیں اپنے اپنے اکثریت والے علاقے کے ساتھ ملا دیا جاسکتا ہے۔

۹۔ جب یہ ابتدائی مراحل طے پا چکیں تب باؤنڈری کمیشن اس امر کا مجاز ہو گا کہ وہ "دوسرے امور" پر غور کرنے کے نتیجہ میں اگر مقامی طور پر سرحدات کی تعیین کے سلسلہ میں کوئی ردوبدل کرنا چاہے تو کر دے۔ مگر یہ رد و بدل بہر حال مقامی ہو گا یعنی مقامی ضروریات کے پیش نظر کیا جائے گا۔ اس کی وجہ سے تقسیم کے اصل معیار پر ہرگز کوئی حرف نہیں آئے گا۔ مثال کے طور پر اگر علاقوں کی تقسیم کے وقت یہ معلوم ہو کہ آبپاشی کے نظام کا منبع کسی دوسرے ملک میں ہے اور جن زمینوں کو اس منبع سے نکلنے والی نہریں سیراب کرتی ہیں وہ کسی اور ملک میں آ جاتی ہیں تو نہروں کے منبع اور نہری زمینوں کو ایک ہی ملک میں یکجا کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا بالکل جائز اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق بالکل درست ہو گا۔

۱۰۔ اگر تقسیم کے لئے یہ اصول تسلیم کر لئے جائیں تو معلوم ہو گا کہ (بہ استثناء ان حالات کے جو "دوسرے امور" پر غور کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوں) ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ مغربی پنجاب کے علاقے سے نکال کر مشرقی پنجاب کی تحویل میں دے دی جائے گی۔ مگر ضلع گورداسپور کی باقی تمام تحصیلیں اور اسی طرح بقیہ سولہ اضلاع کی تمام تحصیلوں میں مسلمان مجموعی لحاظ سے اکثریت میں ہوں گے۔ تحصیل اجنالہ جو ضلع امرتسر کی تحصیل ہے اور جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور جس کی سرحدیں لاہور، سیالکوٹ اور ضلع گورداسپور کی حدود سے ملتی ہیں، مغربی پنجاب میں شامل ہوگی۔

۱۱۔ اسی اصول کے مطابق یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ ضلع جالندھر کی دو تحصیلوں یعنی تحصیل نکودر اور تحصیل فیروزپور سے بھی ملتی ہیں۔ ان دونوں میں آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

۱۲۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ دریائے ستلج کے بائیں کنارے کے ساتھ کا علاقہ جو تحصیل فیروزپور کے ساتھ ملا ہوا ہے اور مکتر اور فاضلکا تحصیلوں میں سے گذرتا ہوا ریاست بہاولپور تک چلا گیا ہے، مسلمانوں کی اکثریت سے آباد ہے۔ اسی طرح علاقہ میں وادی ستلج کا مشہور سلیمانکی، ہیڈ ورکس قائم ہے جہاں سے نہروں کا جال نہ صرف منٹگمری اور ملتان کے اضلاع کو سیراب کرتا ہے۔ بلکہ مغربی پنجاب اور ریاست بہاولپور کے نظام آبپاشی کے لئے بھی روح رواں کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ علاقہ ضلع منٹگمری کے ساتھ ملحق ہے اور واقعہ یہ ہے کہ دریا کے دونوں طرف مسلمانوں کے مشہور قبیلہ "وٹو" کے لوگ کثرت سے آباد ہیں۔

۱۳۔ اسی طرح اگر ہم ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر اور ضلع فیروزپور کی تحصیل زیرہ کے درمیان سے دریائے ستلج کے دونوں کناروں کے علاقے پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ پنجاب اور ریاست نالاگڑھ کی حد تک کا تمام علاقہ جس میں روپڑ کا شہر بھی آباد ہے ایک ہی قسم کے مسلمان قبائل سے آباد ہے۔

۱۴۔ تحصیل جالندھر کی مخالف جانب کی سرحد کے ساتھ علاقہ جو ضلع ہوشیار پور کی دو تحصیلوں تحصیل دسوہہ اور تحصیل ہوشیار پور

باقی صفحہ 2 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد احمد جلیل

تحریک وصیت۔ جماعت احمدیہ کا مستقل مالی نظام

ہر پائیدار تنظیم کے لئے منجملہ اور لوازم کے مضبوط مالی بنیاد پر قائم ہونا ضروری ہے خواہ کوئی دنیاوی سوسائٹی ہو یا کوئی مذہبی تحریک یا علمی انجمن ہو۔ جت تک وہ مالی لحاظ سے منظم نہ ہو اس کا زیادہ دیر تک قائم رہنا ممکن نہیں۔ اور نہ ہی اپنے دائرہ عمل اور حلقہ اثر کو زیادہ وسیع کر سکتی ہے۔ اس دارالاسباب اور انسانی جہد و عمل کی رزمگاہ میں ایک ایسا طبعی اصول اور اٹل قانون ہے جس میں کوئی استثناء نہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی مستثنیٰ نہیں۔ حالانکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت شامل حال ہوتی ہے۔ اور ان کی کامیابی الٰہی مشیت اور تقدیر مبرم ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں کا اپنے مشن میں کامیاب ہونا اور انجام کار اپنے مخالفین پر غالب آنا یقینی اور قطعی ہوتا ہے۔ اس حتمی فیصلہ کے باوجود انبیاء کی روحانی تحریکیں اور دینی جماعتیں بھی اقتصادی ذرائع سے بالا اور مالی وسائل سے مستغنی نہیں ہوتیں یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام اپنے متبعین کو اخلاق کی اصلاح اور روحانی پاکیزگی کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ اپنا مال دین کے راستے میں خرچ کرنے کی تلقین کرنا بھی ضروری سمجھتے رہے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مالی قربانی کو اخلاص کے لئے معیار اور روحانی ترقی کا مدار قرار دیتا ہے۔ غرضیکہ کسی تحریک کا مالی نظام جس قدر مستحکم ہو گا اسی نسبت سے اس کی کامیابی اور ترقی یقینی پائیدار اور وسیع ہو گی۔ دین حق کی کامرانیوں میں اس کی روحانی قوت اور فرمانبرداروں کی سرفروشانہ مساعی کے ساتھ اس مضبوط مالی نظام کا بھی بڑا بھاری دخل ہے۔ اس عظیم الشان کام کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے درکار ہیں۔ صرف ہنگامی چندے اس کے لئے قطعاً ناکافی ہیں۔ اس لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ سے وصیت کے نظام کی بنیاد رکھی گئی جس نے سلسلہ کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مستقل خزانہ کا کام دینا تھا۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت دین حق کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت دین حق میں داخل ہے۔ جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔۔۔۔۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال کیونکر جمع ہونگے اور ایسی جماعت کیونکہ پیدا ہو گی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں"۔

(الوصیت)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان پرشوکت کلمات سے جہاں نظام وصیت کی کامیابی پر آپ کا کامل یقین ظاہر ہو رہا ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ نے سلسلہ کی تمام ضروریات اور ہر قسم کے دینی کاموں کی سرانجام دہی کے لئے وصیت کے اموال کو مکتفی قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے کام جو آئندہ پیدا ہوں گے اور اس وقت ان کا ذکر کرنا قبل از وقت ہے۔ وہ بھی وصیت کے اموال سے تکمیل پائیں گے۔

اب ہمارے لئے قابل غور امر یہ ہے کہ آج جب کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تحریک وصیت جاری فرمائے ایک مدت گذر چکی ہے۔ کیا ہم اپنی ذمہ داری کو ادا کر رہے ہیں۔ اور کیا ہم نے نظام وصیت کو اس حد تک اختیار کر لیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے جمع شدہ اموال اشاعت دین حق سے متعلقہ تمام امور کے لئے کافی ہوں۔ اور کیا اس طویل عرصہ میں ہم نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی اس امید کو پورا کرنے کی کماحقہ کوشش کی ہے۔ کہ "امید کی جاتی ہے کہ اشاعت دین حق کے لئے ایسا مال بہت اکھٹے ہو جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جماعت نے بحیثیت مجموعی اس بارہ میں اپنا فرض پوری طرح ادا نہیں کیا۔ اور نظام وصیت کو جس قدر اہمیت حاصل ہے اس کی طرف اتنی توجہ نہیں دی گئی۔ کیونکہ پاکستان اور بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن وصیت کرنے والوں کی کل تعداد تسلی بخش نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات اور افضال جو اس نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے طفیل جماعت احمدیہ پر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک نہایت ہی عظیم الشان احسان تحریک وصیت ہے۔ اس پر حکمت نظام کی سہ گونہ برکات ہیں۔ اول یہ کہ وصیت کرنے والے مخلصین جماعت کے لئے فلاح اخروی اور یقینی جنت کی بشارت کا حامل ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"۔

ایک صاحب ایمان کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ اسے زندگی ہی میں رضائے الٰہی اور خاتمہ بالخیر کا یقین حاصل ہو جائے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جو مخلصین اس تحریک میں شامل ہوتے ہیں وہ جس ذوق و شوق اور بشاشت قلبی کے ساتھ وصیت کے ماتحت مالی قربانی کرتے ہیں۔ وہ دنیا میں عدیم المثال ہے۔ کسی متمدن سے متمدن اور تربیت یافتہ قوم کے افراد اس فراخ دلی اور بشاشت کے ساتھ جماعتی محاصل اور ملکی ٹیکس ادا نہیں کرتے جس طرح نظام وصیت میں منسلک ہونے والے احمدی کرتے ہیں۔

دوم وصیت میں شامل ہونے والے اپنی ہر قسم کی آمدنی کے دسویں سے تیسرے حصہ تک سلسلہ کو ادا کرتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی قربانی ہے کہ اگر جماعت کی اکثریت اس پر کاربند ہو جائے تو اس سے سلسلہ کی تمام ضروریات بخوبی پوری ہو سکتی ہیں۔ اور نظام جماعت کے تمام شعبوں کو چلانے کے لئے ایک بھاری فنڈ قائم ہو سکتا ہے۔

سوئم سلسلہ کو وصیت میں ملنے والی جائیدادوں سے آہستہ آہستہ باقاعدہ آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ حاصل ہو جائے گا۔ اگر خدا نخواستہ کسی وقت ایسی حالات پیش آجائیں کہ حصہ آمد یا دوسرے چندوں میں کوئی روک یا کمی واقع ہو جائے تو بھی ان جائیدادوں کے محاصل پر سلسلہ کا کام چلانے کے لئے انحصار کیا جا سکتا ہے۔ اور اشاعت دین حق کے کام میں رخنہ یا کمزوری پیدا ہونے کا احتمال نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی لطیف حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے جب رسالہ الوصیت میں نظام قدرت ثانیہ کی بنیاد رکھی تو اس کے ساتھ ہی آنے والے اماموں کے زمانہ میں سلسلہ کی مالی ضروریات کو فراہم کرنے اور قدرت ثانیہ کے کام کو چلانے کے لئے وصیت کے نظام کی طرح ڈالی دی اور دونوں کو دائمی قرار دے کر آپس میں وابستہ اور لازم و ملزوم کر دیا۔ ممکن ہے کہ وصیت کی اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی طرف پوری توجہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہو کہ بعض لوگوں کا خیال ہو کہ وصیت کی تحریک طوعی ہے اس لئے اس میں شامل ہونا ضروری نہیں۔ لیکن وصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو وعدے اور بشارات وابستہ ہیں ان کا علم ہوتے ہوئے کوئی شخص اسے غیر ضروری نہیں سمجھ سکتا۔ رسالہ الوصیت کا غور سے مطالعہ کرنے والے ہر مخلص احمدی کے دل میں یہ احساس پیدا ہونا لازمی ہے کہ اس نعمت غیر مترقبہ سے ایک دن بھی پیچھے رہنا بہت بڑی محرومی ہے۔ پس وصیت بظاہر طوعی ہوتے ہوئے بھی درحقیقت ہر مخلص احمدی کے لئے لازمی ہے۔

وصیت کی غیر معمولی اہمیت اس سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ رسالہ الوصیت میں بہشتی مقبرہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا"۔

اس کے ساتھ جب ہم شرائط بیعت کو دیکھتے ہیں تو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی ابتدائی شرائط میں سے ایک یہ پاتے ہیں کہ ہر بیعت کرنے والا یہ اقرار اور عہد کرے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے گا۔ اس شرط کو اور الوصیت کے مندرجہ بالا اقتباس کو یکجا کر کے غور کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا ناگزیر ہے کہ ایک احمدی جو فی الواقع دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہتا ہے اور عہد بیعت کی شرائط پر قائم ہے۔ اس کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا ہے"۔

اس جگہ اس شبہ کا ازالہ بھی مناسب ہو گا کہ شاید بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ تحریک جدید، وقف جدید اور جلسہ سالانہ وغیرہ کے چندوں کی دوسری تحریکات وصیت کی تحریک کی طرف جماعت کے توجہ کرنے میں ایک حد تک روک ہیں۔ یہ خیال اس لئے درست نہیں کہ وصیت کی تحریک کی بنیاد ۱۹۰۵ء میں پڑی اور دوسرے چندوں کی تمام تحریکات بہت بعد میں شروع ہوئیں۔ اگر جماعت کثرت سے نظام وصیت پر عمل پیرا ہو جاتی اور اس سے سلسلہ کی مالی ضروریات پوری ہو جاتی تو دوسری تحریکات کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ یہ تمام تحریکیں دراصل وصیت نہ کرنے والوں کی کمی پوری کرنے کے لئے بطور معاون ہیں تاکہ جماعت کے قیام کے اصل مقصد۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔ کے کام میں روک نہ پیدا ہو۔ چنانچہ حضرت امام جماعت الثانی نے نظام نو میں صراحت سے تحریر فرمایا ہے کہ تحریک جدید وصیت کے وسیع تر نظام کا ایک حصہ ہے اور اس اصل نظام کے قیام کے لئے بطور ارہاص اور پیش خیمہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ نظام جو (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے پیش فرمایا ہے ایک دن قائم ہو کر رہے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں ٹل نہیں سکتیں"۔

پھر فرماتے ہیں:-

"ابھی موجودہ آمد مرکز کو بھی صحیح طور پر چلانے کے قابل نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں تحریک جدید کا القاء فرمایا۔۔۔۔ تا کہ اس وقت تک کہ وصیت کا نظام مضبوط ہو۔ اس ذریعہ سے بھی مرکزی جائیداد پیدا ہو اس سے (دعوت الی اللہ) کو وسیع کیا جائے"۔

(نظام نو صفحہ ۱۰۹، ۱۱۱)

پس احباب جماعت کو یہ امر ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اصل اور دائمی مالی نظام (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جماعت احمدیہ کے لئے قائم کیا ہے وہ وصیت کا نظام ہے۔ اس کی حیثیت اور شان کے مطابق اس تحریک کو اہمیت دینا ہر مخلص احمدی کا نصب العین ہونا چاہئے۔ افراد جماعت جتنی جلدی اور جس قدر وسعت کے ساتھ نظام وصیت میں منسلک ہوں گے۔ اسی قدر سلسلہ کی مالی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا موجب اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منشاء کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو قریب تر لانے والے ہوں گے۔

(الفضل ۱۸- مارچ ۱۹۶۲ء)

پوچھتے رہتے ہیں کہ آپ نے کچھ بتایا تھا۔ لیکن ابھی پیاس نہیں بجھی۔ کچھ اور بتائیں۔ نمازوں کو ہم کس طرح زندہ کریں تو جہاں تک خدا مجھے توفیق عطا فرمائے میں چاہتا ہوں کہ اس ذمہ داری کو ادا کروں اور آپ کو نمازوں کو زندہ کرنے کے کچھ راز سمجھا سکوں۔ اگر ہماری نمازیں زندہ ہو جائیں تو ہم زندہ ہوں گے اور ساری انسانیت زندہ ہوگی کیونکہ عبادت کی زندگی کے سوا انسان کو زندگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ وہ دیکھتے ہوئے بھی اندھا رہے گا وہ سنتے ہوئے بھی بہرہ رہے گا وہ بظاہر بولنے کی طاقت رکھے گا مگر بیان سے خالی ہوگا کیونکہ اس کے بیان کا رحمانیت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ پس یہ بہت ہی اہم بات ہے، زندگی کی تمام اہم چیزوں میں سب سے زیادہ اہم عبادت ہے مگر وہ عبادت جسے سمجھ کر ادا کیا جائے، جو کیفیتوں میں ڈھلنی شروع ہو جائے اور کیفیتوں سے بھر جائے اس سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور وہ زندگی پھر تمام کائنات کو زندہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(ذوقِ عبادت اور آدابِ دعا صفحہ ۵۱ تا ۵۶)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری سراج دین صاحب آف سراج مارکیٹ ربوہ کا مورخہ ۲۷-۶-۹۴ کو مکرم ڈاکٹر ولی محمد ساغر صاحب نے ساحل ہسپتال فیصل آباد میں گردے کا کامیاب اپریشن کیا ہے۔

○ مکرم نور حسین عامر صاحب ملازم اسمبلی شاپ ایچ ایم سی ٹیکسلا کا سی ایم ایچ راولپنڈی میں سر کا اپریشن مورخہ ۲۸-۶-۹۴ کو ہوا ہے۔

○ مکرم صوبیدار عبدالرحیم صاحب سکنہ داتہ مانسہرہ سابق صدر جماعت احمدیہ داتہ عرصہ ۱۵ سال سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو شفا عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ عزیز ناصر احمد جاوید ابن چوہدری ظفر اقبال جاوید صاحب محلہ دار العلوم غربی الف ربوہ عمر ۹ سال کے جسم کا کافی حصہ موٹر سائیکل کو آگ لگنے سے جل گیا تھا، ۹ دن الائیڈ ہسپتال فیصل آباد اور ملتان ہسپتال میں ۸ دن رہنے کے بعد ۲۶ جون ۱۹۹۴ء کو بوقت ۹ بجے صبح بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ عزیز ڈینیٹ سکول ربوہ میں جماعت چہارم کا طالب علم تھا اس روز بیت المہدی میں بعد نماز عشاء نماز جنازہ پڑھائی گئی جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری محمد اکبر فانی صاحب نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ عزیز کو اپنی رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ ماسٹر اللہ دتہ صاحب دار الرحمت غربی ربوہ ۲۴- جون بروز جمعتہ المبارک بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

ان کی نماز جنازہ ۲۵- جون کی صبح بیت المہدی میں مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے پڑھائی۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم ملک بشارت احمد صاحب نائب وکیل المال ثانی نے دعا کروائی۔ آپ مکرم محمد سرور صاحب U.A.E کی والدہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

○ محترمہ سلمہ ناہید صاحبہ اہلیہ مکرم راجہ مبشر احمد صاحب (وفات یافتہ) اکیس سالہ طویل علالت کے بعد ۸ جون کو ہارٹ اٹیک سے ایبٹ آباد میں وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام ملک محمد یونس خان کی بجائے محمد یونس ناصر رکھ لیا ہے۔ اس لئے آئندہ سے مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

ملک محمد یونس ناصر

اسلام آباد

بقیہ صفحہ ۳

ہوئے ماڈل پر غور کرتے ہیں اور گہرائی میں اترنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جو بنانے والا ہے اس سے بڑھ کر عالم دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس رحمان میں ہی علم بھی شامل ہے اور رحمان میں ہی تخلیق بھی شامل ہے۔ پس جب ہم کہتے ہیں (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) تو بلاشبہ کوئی ناقص سودا نہیں کر رہے ہوتے۔ کوئی خوف والا سودا نہیں کر رہے ہوتے۔ کامل یقین کے ساتھ یہ کہ سکتے ہیں کہ جس سے ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ صرف تیری عبادت کریں گے اور کسی اور کو عبادت کے لائق نہیں سمجھیں گے۔ ہم پورے یقین اور عرفان کے ساتھ یہ عہد کر رہے ہیں۔ ان کا یہ مطالبہ ایک طبعی آواز ہے جو اس کے پیچھے آنی چاہئے کہ اے ہمارے معبود! پھر ہماری ضرورتیں بھی تو ہی پوری کرنا کیونکہ تو تمام ضرورتیں پوری کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مضامین ہیں مگر اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے میں (اللہ نے چاہا تو) اگر وقت ملا تو اسی مضمون پر مزید گفتگو اگلے خطبہ میں کروں گا اور اگر بیچ میں ایسا کوئی امر زیادہ فوری توجہ کے لائق آیا تو ایک خطبے کا ناغہ کر کے پھر (اللہ نے چاہا تو) آئندہ خطبے میں اس مضمون کی طرف آؤں گا تاکہ وہ لوگ جو ہر وقت ہمیشہ

بقیہ صفحہ ۵

کے ساتھ ملحق ہے، کثرت سے مسلمانوں سے آباد ہے۔ اس علاقے کا کچھ حصہ دریائے بیاس کے ساتھ ساتھ تحصیل بٹالہ اور تحصیل گورداسپور کے ساتھ بھی ملا ہوا ہے اور تحصیل جالندھر، تحصیل بٹالہ اور تحصیل گورداسپور کے ساتھ بھی ملحق ہے۔

۱۵- پس ان "دیگر امور" سے قطع نظر کہ جن کی بابت میں ابھی کچھ بیان کروں گا۔ مغربی پنجاب اور مشرقی پنجاب کے درمیان تقسیم کا خط اس طرح کھینچا جانا چاہئے جیسا کہ اس میمورنڈم کے ساتھ والے نقشہ میں اسے ظاہر کیا گیا ہے یعنی مقام "A" سے لے کر "B" "C" کے ساتھ ساتھ اور اسی طرح "ڈی"۔ "ایف"۔ "ایچ"۔ "جے"۔ "کے" سے لے کر "ایل" کے مقام تک جیسا کہ اس گراف پر سبز لائن سے ظاہر ہے جو اس میمورنڈم کے ساتھ منسلک ہے۔

۱۶- اگر مندرجہ بالا طریق پر سرحدات کی تعیین کی جائے تو ضلع امرتسر کی دو تحصیلیں تحصیل امرتسر اور تحصیل ترنتارن جس میں غیر مسلموں کی اکثریت ہے۔ مسلم اکثریت والے علاقوں میں گھر کر رہ جائے گی اور وہ مشرقی پنجاب کے ساتھ ملحق نہیں رہیں گی۔ یہی حالات ضلع گوڑگاؤں کی دو تحصیلوں فیروزپور جھرکا اور نوح تحصیلوں کی ہو گی جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہ دونوں تحصیلیں بھی غیر مسلموں کی اکثریت والے علاقے میں گھر کر رہ جائیں گی اور وہ مغربی پنجاب کے ساتھ ملحق نہیں رہیں گی۔ پس ان کا حل یہی ہے کہ ضلع امرتسر کی دونوں تحصیلیں مغربی پنجاب کے ساتھ اور ضلع گوڑگاؤں کی دونوں تحصیلیں مشرقی پنجاب کے ساتھ شامل کر دی جائیں اور مسلم، اور غیر مسلم دونوں اس تصفیہ پر رضامند ہو جائیں۔

ہومیو پیتھک کتب و ادویات

دنیا بھر میں کہیں بھی درکار ہوں تو ہم ڈاک خرچ کے ساتھ آپ کو بھجوا سکتے ہیں۔ مثلاً

• جرمن و پاکستانی پوٹینسیاں • جرمن و پاکستانی بائیوکیمک • جرمن و پاکستانی مدر ٹنکچرز
• جرمن پیٹنٹ ادویات • ہر قسم کی ٹکیاں و گولیاں • خالی کیپسولز • شوگر آف ملک
• خالی شیشیاں و ڈراپرز •
• اردو ہومیو کتب میں خصوصاً ڈاکٹر عابد حسین صاحب کی ابتدائی چار کتب کا سیٹ ۱۵% خصوصی رعایت کے ساتھ۔ یہ سیٹ مبتدیوں کیلئے عام فہم اور آسان ہے اور پرانے ہومیو پیتھس کیلئے جامع اور فکر انگیز ہے۔
• ڈاکٹر محمد مسعود قریشی صاحب کی بائیوکیمسٹری اور تحقیق الادویہ ڈاکٹر کینٹ کی ہومیو پیتھک فلسفہ، اسی طرح انگلش میں ڈاکٹر کلارک کی THE PRESCRIBER اور ڈاکٹر بوریک کی METERIA MEDICA WITH REPERTORY وغیرہ

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ فون: 04524-771، 04524-211283 فیکس (92-4524) 212299

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 30- جون-1994ء
گرمی اور حبس کا سلسلہ جاری ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 32 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 42 درجے سنٹی گریڈ

○ پنجاب کے گورنر مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے موسم خراب ہے۔ ووٹر لسٹیں جعلی ہیں اس لئے ۲۷۔ جولائی کو بلدیاتی انتخابات کرانا صحیح نہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتخابات کی تاریخ کا اعلان پنجاب حکومت میرے گورنر بننے سے قبل کر چکی ہے اگر اس وقت میں گورنر ہوتا تو جولائی میں انتخابات کرانے سے گریز کرتا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ میں بلدیاتی انتخابات میں کوئی رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ کے ساتھ اپنے اختلافات کی خبروں کو گمراہ کن قرار دیا۔

○ پاکستان کے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ پاکستان افغانستان کے صدر برہان الدین ربانی کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتا معاہدہ اسلام آباد کے مطابق ۲۸۔ جون کے بعد اب صدر ربانی اور وزیر اعظم حکمت یار کی قانونی حیثیت نہیں رہی۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ ماضی میں صفیں الٹتے دیر نہیں لگی۔ موجودہ حکومت کے پاس تو سادہ اکثریت بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم پنجاب میں دیکھو اور انتظار کرو کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ آخری فتح ہماری ہی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کے خلاف ہم نے کیا کال دینی ہے بینظیر اپنے خلاف خود ہی کال دے رہی ہیں۔

○ خزانے کے وزیر مملکت مخدوم شہاب الدین نے کہا ہے کہ ہم تجارتی و صنعتی اداروں کو متوازی حکومت نہیں بنانے دیں گے نہ سیلز ٹیکس پر کوئی سمجھوتہ کیا جائے گا۔ تاجروں کے ساتھ مذاکرات ہونگے لیکن بجٹ میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ ان کی ہر بات صاف دل سے سنی جائے گی۔ پالیسی امور کو قطعی طور پر واپس نہیں لیا جائے گا۔

○ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات ۲۷۔ جولائی کو ہونا مشکوک ہو گیا ہے۔ یہ تاریخ لاہور ہائی کورٹ نے مقرر کی تھی اور دو ہفتے قبل حکومت پنجاب نے ہائی کورٹ کو اس تاریخ پر انتخابات کرانے کی یقین دہانی بھی کرائی تھی۔

○ کراچی کے انسپکٹر بہادر علی کے قتل کے ملزموں کی گرفتاری کے لئے کراچی میں رات بھر متعدد چھاپے مارے گئے۔ ۱۰۰۔ افراد کو شبے میں گرفتار کیا جا چکا ہے۔ انسپکٹر بہادر علی کو سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا ہے وزیر اعلیٰ اور فوجی احکام نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

○ کراچی میں شیعہ لیڈر علامہ عرفان حیدر عابدی کی رہائش گاہ پر بدھ کو فائرنگ ہوئی۔ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ برنس روڈ پر فائرنگ سے ایک شخص ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔

○ افغان ناظم الامور کو دفتر خارجہ میں طلب کیا گیا اور ملا راکٹی کی طرف سے چینی انجینئروں اور پاکستانی شہریوں کی نظر بندی پر احتجاج کرتے ہوئے حکومت افغانستان کو اس معاملے پر پاکستانی حکومت کی تشویش سے آگاہ کیا گیا۔

○ مہران بینک کے بارے میں قائم شدہ عدالتی کمیشن ۲۔ جولائی سے کام شروع کر دے گا۔ اور تین ماہ میں اپنی رپورٹ پیش کر دے گا۔

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ مسٹر نواز شریف کا بیان غیر ذمہ دارانہ ہے پاکستان کشمیریوں کو اسلحہ نہیں دے گا۔ انہوں نے بتایا کہ نواز شریف نے اپنے دور میں دفتر خارجہ کو انسانی حقوق کمیشن میں مسئلہ کشمیر اٹھانے سے منع کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اپوزیشن کی ہنگامہ آرائی پارلیمانی تاریخ کا ایک سیاہ باب تھی۔

○ صوبہ سرحد میں ۱۷۔ ستمبر کو بلدیاتی انتخابات کرانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین نے بھارتی فوجی کیمپ پر راکٹوں سے حملہ کر دیا اور ۱۲۔ فوجی ہلاک کر دیئے۔ بارودی سرنگ پھٹنے سے فوجی گاڑی تباہ ہو گئی۔ ۲ فوجی ہلاک ہو گئے۔

○ بھارتی وزیر اعظم مسٹر نرسیمہا راؤ نے کہا ہے کہ بھارت کے خلاف پاکستان کی غیر اعلانیہ جنگ بند ہوئے بغیر پاکستان سے تعلقات بہتر نہیں ہو سکتے۔ موجودہ صورت حال میں بھارت کے پاس اپنے دفاع کے لئے اقدامات کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

○ وزیر اعظم بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ تاجر اور صنعتکار سازش کا شکار ہوئے اور معاملہ ہڑتال تک پہنچا دیا۔ ایسا کوئی ٹیکس نہیں لگا جو ان کے مفادات کے منافی ہو۔ ان کی سوچ سے بڑھ کر مراعات دی جا رہی ہیں۔ یہی روش رہی تو ملکی سالمیت خطرہ میں پڑ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کی الزام تراشیاں باعث شرم ہیں۔ انہوں نے جو بویا ہے اس کی فصل بھی کاٹنی ہوگی۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ کشمیر پر قرارداد کی مخالفت پر اپوزیشن پوری قوم کے سامنے بے نقاب ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی پارلیمانی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ اپوزیشن نے کشمیر جیسے اہم ترین قومی مسئلے کی مخالفت کی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بتایا کہ آئندہ سال ہر صوبائی حلقے میں پونے دو کروڑ روپے کے ترقیاتی پیکیج پر عمل ہوگا۔

○ گارڈن ٹاؤن لاہور میں ڈاکوؤں نے رکن صوبائی اسمبلی کی سرکاری پجارو ڈرائیور سمیت اغوا کر لی۔ رکن اسمبلی مسٹر مانیکا اس وقت پجارو میں سوار تھے ان کو اتار دیا گیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد ڈرائیور کو بھی اتار دیا گیا۔

○ جے یو آئی کا درخواستی گروپ جلد مولانا فضل الرحمان کے نظریات سے جان چھڑا لے گا۔ یہ بات سپاہ صحابہ کے مولانا ضیاء القاسمی نے بتائی ہے۔

○ پاکستان نے بی سی سی آئی بینک کے بانی حسن عابدی کو متحدہ عرب امارات کے سپرد کئے جانے کی درخواست مسترد کر دی ہے۔ متحدہ عرب امارات اور پاکستان کے درمیان ملزمان کے تبادلہ کا معاہدہ موجود نہیں ہے۔

○ گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ ہمیں اچھے مضبوط ثبوت ملے ہیں کہ نواز شریف گرفتاری اور سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔

○ صوبائی کابینہ کے فیصلے کے بعد چیف سیکرٹری پنجاب نے صوبے کے تمام ڈپٹی کمشنروں اور ایس پی حضرات کو ایک مراسلے کے ذریعے لاؤڈ سپیکر کی پابندی پر سختی سے عمل درآمد کروانے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔

گمشدگی پاسپورٹ

○ میرے پاسپورٹ ایک نیا اور ایک پرانا Expired گھر سے گولبازار جاتے ہوئے کہیں گر گئے ہیں۔ جس صاحب کو ملیں خاکسار کو پہنچا دیں۔

پروفیسر عبدالرشید غنی
۱۸/ ۳۲-۳۱ دار الرحمت وسطی ربوہ
فون نمبر ۷۷۸

ٹاؤن ہاؤس بیت الفضل لندن کے بالکل نزدیک چار بیڈ روم۔ دو ریسپشن رومز۔ دو باتھ روم۔ گیراج گیس۔ سینٹرل ہیٹنگ۔ ڈائننگ روم۔ ماڈرن کچن پر مشتمل مکان فروخت کرنا مطلوب ہے

رابطہ محترم ارشد باقی صاحب لندن
فون نمبر: 81-44-011

لندن کیلئے چیلنجنگ فیئر
اپنے تمام کرم فرماؤں کیلئے اس سال بھی سپیشل فیئر کی سہولت ● صرف 6400 روپے میں لندن کی واپسی کنفرم ٹکٹ حاصل کیجئے ●
● احباب ربوہ کو گھر پر ہی ٹکٹ کی سہولت مہیا کی جائے گی۔ سیٹ ریزرویشن کی آسانی کیلئے جلد از جلد رابطہ فرمائیں۔
احمد ٹریولز انٹرنیشنل
بالمقابل ایوان محمود ربوہ
فون : 211440 / 211550

خوشخبری — گروپ ٹریول — لندن جانیوالے دوستوں کیلئے
کراچی سے لندن سے کراچی
کا ارزاں ترین ٹکٹ حاصل کرنے کا بہترین موقع۔ ۱۰ جولائی تک بکنگ کروائیں
آپ کی خدمت ہمارا نصب العین
تفصیلات اور رابطہ کیلئے : لطیف الرحمان
کمرہ نمبر 14-7-6 ہوٹل مڈ ایسٹ
داؤد پوتا روڈ۔ کراچی کینٹ سٹیشن
ارورمی ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
فون: 518651-529170-515161 فیکس : 5681892-
GOVT. LICENCE NO. 1329

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
قیمت /10,000 ڈش 8 مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن 21۔ ہال روڈ لاہور
فون: 7226508 , 355422 , 7235175